﴿وَفِیۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ﴾

# لطائف کی نسبت

ازافادات

حضرت مولانا حافظ پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم





## فہرست عناوین


| شمار | عناوین | صفحہ |
|---|---|---|
| ۱ | لطائف کی تعداد | ۱۲۰ |
| ۲ | لطائف کی نسبت | ۱۲۱ |
| ۳ | بنیادی کام کی تکمیل | ۱۲۲ |
| ۴ | حضرات انبیاء علیہم السلام کی آمد | ۱۲۳ |
| ۵ | کائنات کی روحانیت کی تکمیل | ۱۲۵ |
| ۶ | منتخب چھ انبیاء | ۱۲۷ |
| ۷ | پانچ لطائف اور پانچ انبیاء | ۱۲۸ |
| ۸ | حضرت آدم علیہ السلام | ۱۲۹ |
| ۹ | حضرت نوح علیہ السلام | ۱۲۹ |
| ۱۰ | حضرت موسیٰ علیہ السلام | ۱۲۹ |
| ۱۱ | حضرت عیسیٰ علیہ السلام | ۱۳۱ |
| ۱۲ | حضرت رسول اکرم ﷺ | ۱۳۲ |
| ۱۳ | انسانوں کی مناسبتیں | ۱۳۳ |
| ۱۴ | ایک بزرگ کے مشرب کی پہچان | ۱۳۴ |
| ۱۵ | ایک ابدال کی ملاقات | ۱۳۵ |
| ۱۶ | شیخ کی فراست اور انداز تربیت | ۱۳۵ |
| ۱۷ | مرشد عالمؒ اور ان کا مشرب | ۱۳۵ |
| ۱۸ | حضرت نقشبندؒ بخاری کا قول | ۱۳۹ |

اللہ اللہ اللہ

# اقتباس

اگر ساری زمین کعبہ بن جائے اور سارے انسان ابوبکر صدیقؓ کے مانند بن جائیں اور ساری زندگی عبادت میں گذا دیں پھر بھی اللہ رب العزت کی شان میں کوئی اضافہ نہیں گا

اور اگر ساری دنیا بت خانہ بن جائے اور سارے انسان فرعون نمرود اور شداد جیسے نافرمان بن جائیں پھر بھی اللہ رب العزت کی شان میں کوئی کمی نہیں آئے گی، وہ بلند و بالا ذات ہے انسان اس دنیا میں جو بھی اعمال کرتا ہے وہ اپنی عاقبت اور آخرت سنوارنے کے لئے کرتا ہے انبیاء کرام دنیا میں تشریف لائے اور انہوں نے آ کر سمجھایا کہ لوگوں اگر تم ایسی شان والی ذات سے تعلق جوڑنا چاہتے ہو تو ہمارے نقش قدم پر چلو اگر تم اتنی عظیم ہستی سے نفع اٹھانا چاہتے ہو تو تم ہماری باتوں کی پیروی کرو، جیسے ہم زندگی گذار رہے ہیں اگر تم اسی طرح زندگی گذاروگے دنیا میں بھی کامیابی ہوگی اور آخرت میں بھی کامیابی ہوگی اور جن لوگون نے بھی کام کیا وہ قلیل تھے یا کثیر تھے وہ گورے تھے یا کالے تھے وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پہ رہتے تھے یا زمین کی پستیوں میں رہتے تھے جہاں بھی تھے اللہ رب العزت نے انکو کامیاب کردیا۔

حضرت مولانا حافظ پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم



**الحمدلله و کفی وسلام علی عباده الذین اصطفی**

**امابعد!**

**اعوذبالله من الشیطان الرجیم ☆ بسم الله الرحمن الرحیم**

﴿وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلاَ تُبْصِرُوْنَ﴾

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

انسان عالم خلق اور عالم امر کا مجموعہ ہے، جسم کا تعلق عالم خلق کے ساتھ ہے اور روح کا تعلق عالم امر کے ساتھ ہے،

روح کو اللہ رب العزت نے جب اپنے پیارے بندوں پر منکشف کیا تو انہوں نے دیکھا کہ اس کا تعلق جسم کی کچھ جگہوں کے ساتھ خاص ہے اور پورے جسم کے ساتھ عام ہے، جن جگہوں کے ساتھ خاص ہے اس کو انہوں نے لطائف کہہ دیا۔

## لطائف کی تعداد

چنانچہ وہ پانچ لطائف ہیں اور انکی جگہ سینہ میں ہے" قلب، روح، سر، خفی اور اخفی،" پھر جسم کو انہوں نے دو لطائف میں تقسیم فرمایا ایک انسان کا نفس اور ایک قالب، قالب چونکہ چار اجزاء سے مل کر بنا لہذا آگ، پانی، مٹی اور ہوا، پانچواں ہوگیا نفس تو گویا یہ پانچ چیزیں عالم امر کی اور پانچ چیزیں عالم خلق کی۔

# لطائف کی نسبت

ان لطائف کی آپس میں نسبت ہے،
قلب کی نسبت ہے نفس کے ساتھ،
روح کی ہوا کے ساتھ،
سر کی پانی کے ساتھ،
خفی کی آگ کے ساتھ
اوراخفی کی مٹی کے ساتھ،

ہمارے اس سلوک میں جو اسباق کی ترتیب ہے وہ یہ کہ ساری دنیا سے بندے کی توجہ ہٹاؤ اور اللہ کے ذکر پر لگاؤ ''قلب، روح، سر، خفی، اخفی'' کا سبق کریں نفس کا سبق کریں، سلطان الاذکار (قالبیہ) کا سبق کریں حتی کہ بندے کے وجود میں اللہ اللہ ہر وقت رہے، اب یہ باقی مخلوق سے تو کٹ گیا لیکن اسکے اندر جو اللہ اللہ کے ذکر کی ایک لذت، کیفیت، احساس موجود ہے یہ چیز بھی تو مخلوق ہے لہذا اب ہمارے مشائخ نے اس کو لا الہ الا اللہ کا ذکر کروایا اس کو کہتے ہیں ''تہلیل خفی'' اور ''تہلیل لسانی'' تو ان دونوں کے اسباق کرنے سے وہ جو اللہ اللہ کا ایک دھیان تھا کیفیت تھی اس کو بھی محو کر دیا حتی کہ دل کی تختی بالکل صاف کر دی،

اسکے بعد اس کو کہا کہ اب تم مراقبہ احدیت کا سبق کرو جو مقام فنا ہے، تو اسمیں بندہ یہ نیت کرتا ہے کہ

''فیض می آید از ذاتے کہ مستجمع جمیع صفات کمال است ومنزہ از ہر نقصان وزوال است ومورد فیض لطیفہ قلب من است''

یہ اللہ اللہ کا مراقبہ نہیں ہے یہ فکر کا مراقبہ ہے، صرف دھیان کر کے بیٹھ جانا ہے، اور دیکھو کہ اللہ رب العزت بندے کی سوچ کے مطابق اسکے ساتھ





معاملہ کرتے ہیں [اَنَا عِندَ ظَنِّ عَبدِی بِی] میں بندے کے ساتھ اسکے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں [وَاِنَّمَا لِکُلِّ امرِءٍ مَّا نَوٰی] اور انسان جو نیت کرتا ہے اسکو وہ ملتا ہے، دیکھو یہ حدیث کیسے کھلتی ہے کہ یہ نیت کر کے بیٹھا ہے کہ تجلیات افعال کا فیض آئے گا تو وہ آ رہا ہے، شیونات کا فیض آئے گا تو وہ آ رہا ہے، تجلیات سلبیہ کا فیض آئے گا تو وہ آ رہا ہے، اللہ تیری شان! صرف بندے کی سوچ کے اوپر اللہ تعالی کی طرف سے اس جگہ پر فیض آنا شروع ہو جاتا ہے۔

## بنیادی کام کی تکمیل

جب انسان نے یہ مراقبہ فنا کا کر لیا اور اس کے لطائف کو اپنی اپنی اصل میں فنا حاصل ہو گئی سیور اربعہ حاصل ہو گئے ''سیر الی اللہ، سیر فی اللہ، سیر من اللہ، سیر فی الاشیاء، تو اب ان لطائف کے اوپر ابتدائی بنیادی کام ہو گیا بیس کوٹ ہو گیا، جیسے کوئی گاڑی پر کلر کروانا ہو تو گاڑی لے جاتے ہیں کہ جی اس پر ڈینٹ پڑ گیا تو ذرا اسکی ڈینٹنگ پینٹنگ کر دیں تو پہلے تو اسکو وہ ٹھوک بجا کر سیدھا کرتے ہیں اسکے بعد پھر پٹین بھر کر اس کا بیس کوٹ کرتے ہیں، اس بیس کوٹ کے اوپر فائنل کوٹ ہوتا ہے، تو یہ اللہ اللہ کا جتنا مراقبہ تھا یہ سارا کا سارا ان لطائف کے لئے بیس کوٹ تھا، جب وہ ہو گیا تو اب اس کے اوپر تجلیات کا فائنل کوٹ ہوتا ہے

چنانچہ لطیفہ قلب کے اوپر تجلیات افعالیہ کا کوٹ ہوتا ہے
لطیفہ روح کے اوپر تجلیات صفات ثبوتیہ کا کوٹ ہوتا ہے،
لطیفہ سر کے اوپر شیونات ذاتیہ کا کوٹ ہوتا ہے
لطیفہ خفی کے اوپر تجلیات سلبیہ کا کوٹ ہوتا ہے
اور لطیفہ اخفی کے اوپر شان جامع کا کوٹ ہوتا ہے

تجلیات افعالیہ کے سبق کو اس عاجز نے تھوڑا کھولا تھا، لیکن جن کے اسباق آگے ہیں ان کے سامنے میں ان شاء اللہ باقی بھی ہر ہر لطیفہ کو کھول سکتا ہوں ہر

ایک کے سامنے کھولنا اچھا نہیں ہے تو ایک اندازہ ہو گیا کہ ان تجلیات کا سبق کرنے سے بندے کے ایمان میں یقین میں کیفیات میں کیا فرق آتا ہے ایمان اس کا کہاں سے کہاں چلا جاتا ہے﴿وَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا﴾ ہر سبق پہ بندے کا ایمان بڑھتا ہے۔

## حضرات انبیاء علیھم السلام کی آمد

تو آج ایک بات آپ کو مزید بتانی ہے وہ بات یہ ہے کہ اللہ رب العزت کے انبیاء میں سے کچھ انبیاء خاص ہیں انبیاء تو سارے تھے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش،

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے فرمایا﴿اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَنُوحًا وَّآلَ اِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام نوح علیہ السلام آل ابراھم اور آل عمران کو تمام جہانوں پر فضیلت عطا فرمائی،،

چنانچہ چھ انبیاء یہ بنتے ہیں ایک آدم علیہ السلام اسلئے کہ آدم علیہ السلام جد امجد ہیں سب کے جسمانی اعتبار سے باپ بنتے ہیں سب ان کی اولاد ہیں، جد امجد ہونے کے ناطے ایک شرف واعزاز حاصل ہے جو اللہ نے ان کو عطا فرمایا،

☆ پھر ان کے بعد نوح علیہ السلام کا نام آیا نوح علیہ السلام کا اعزاز کیا ہے؟ عام بندہ تو نہیں سمجھ سکتا لیکن ان کا بھی اعزاز ہے ان کو آدم ثانی کہا جاتا ہے لوگ سمجھتے ہیں کہ آدم ثانی اسلئے کہا جاتا ہے کہ طوفان نوح آیا اور سب فوت ہو گئے اور کچھ نوح علیہ السلام کی کشتی کے لوگ بچے تھے تو دوبارہ نئے سرے سے انسان کی نسل پھیلنی شروع ہوئی، نہیں یہ وجہ نہیں ہے بلکہ وجہ یہ ہے کہ آدم علیہ السلام اس دنیا میں جو تشریف لائے تو وہ علم الاشیاء لے کر آئے تھے﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾ اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام دیدیئے تھے کیسے نام بتا دیئے؟ اس طرح نہیں کہ ادھر فرشتے کھڑے ہوں، ادھر آدم علیہ السلام پھر ان کو کھڑے





کر کے بتا دیا کہ اس چیز کا یہ نام ہے اس کا یہ نام ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ان کے خمیر میں ان چیزوں کی فہم کا علم رکھ دیا تو اپنی فطرت سے وہ ان چیزوں کے نام پہچانتے تھے، چنانچہ جب آدم علیہ السلام سے پوچھا گیا تو انہوں نے چیزوں کے نام بتا دیئے تو علم الاسماء یا علم الاشیاء یہ آدم علیہ السلام کا اعزاز ہے،

چنانچہ آدم علیہ السلام جب دنیا میں آئے تو دنیا میں کسی چیز کا کچھ بھی نام نہیں تھا تو کسی نے تو نام رکھنا ہی تھا، ہم جو اس کرسی کو کرسی کہتے ہیں، اس کو زمین کہتے ہیں اس کو آسمان کہتے ہیں اس کو چھت کہتے ہیں آخر کبھی کسی نے تو یہ نام رکھیں ہوں گے، تو آدم علیہ السلام کی زبان سریانی تھی اپنی زبان میں انہوں نے اس وقت چیزوں کے نام رکھے یہ درخت ہے یہ پہاڑ ہے یہ پھل ہے جو آج بدلتے ہوئے نام ہمارے پاس پہنچے ہوئے ہیں ان کے اصل نام ابتدا میں حضرت آدم علیہ السلام نے بتلا دیئے تھے، چنانچہ ان کی جو اولاد آگے بڑھی تو انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ درخت ہے یہ روٹی ہے یہ پانی ہے تو یہ نام رکھنے کا اعزاز آدم علیہ السلام کو ملا، آدم علیہ السلام نے یہ نام متعین کر دیئے۔

☆ پھر اسکے بعد ایک اور پیغمبر آئے جن کا نام حضرت ادریس علیہ السلام تھا، حضرت ادریس علیہ السلام اللہ کی طرف سے علم قلم لے کر آئے، چنانچہ اس سے پہلے انسانوں کو بولنا آتا تھا نام لینے آتے تھے ہاتھ سے لکھنا نہیں جانتے تھے، تو وہ کاتب حضرات کے امام بنے، یہ بھی تو ایک فن ہے جو چل رہا ہے، تو ادریس علیہ السلام نے آ کر ان چیزوں کو لکھنا شروع کیا وہ اس وقت کی خوش خطی کی طرح نہیں تھی بس کسی چیز کو لکھنا ہوتا تو ایک علامت بنا دیتے تھے، وہ انکی اپنی زبان تھی ان علامتوں سے لوگ سمجھ جاتے تھے اس طرح ان کو مقصود کلام حاصل ہو جاتا تھا، تو یہ لکھنے کا فن اللہ نے ادریس علیہ السلام کے ذریعہ سے بھیجا تو انسانیت کو بولنا بھی آ گیا لکھنا بھی آ گیا، انسانیت جوان ہوتی گئی جیسے بچہ ہوتا ہے لڑکپن کی

عمر کو آجاتا ہے۔

☆ حلال اور حرام کا اس وقت ایک موٹا تصور تھا جیسے قتل کرنا منع ہے، یہ تصور تھا لیکن باقاعدہ شریعت کا ڈھانچہ نہیں تھا، حلال اور حرام کا علم ایک ڈھانچے کے طور پر اللہ تعالی نے حضرت نوح علیہ السلام کو عطا کیا نوح علیہ السلام پہلے پیغمبر تھے جو علم الحلال والحرام لے کر دنیا میں آئے اب ایک شریعت کی باقاعدہ شکل بنتی گئی یہ حلال ہے یہ حرام ہے، آپ یوں سمجھیں کہ بعض لوگ محض کچھ کتابیں پڑھ لیتے ہیں اور بعض لوگ کسی کورس کے مطابق پڑھتے ہیں تو کورس کے مطابق پڑھنا اور ہے اور شخصی مطالعہ اور ہے تو آپ یوں سمجھیں کہ ان سے پہلے شخصی مطالعہ تھا اور حضرت نوح علیہ السلام ایک نصاب لے کر آگئے کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے، اب ایک نکتہ کھلا کہ بخاری شریف میں امام بخاریؒ ایک آیت لائے ہیں ﴿اِنَّا اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ﴾ اے میرے حبیب ہم نے آپ کی طرف وحی نازل کی ﴿کَمَا اَوْحَیْنَا اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْ بَعْدِہٖ﴾ تو طالب علم کے ذہن میں اشکال پیدا ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام کا نام کیوں نہیں لیا؟ جدامجد تو آدم علیہ السلام تھے تو کہنا تو یہی چاہئے تھا کہ ہم نے آپ کی طرف وحی نازل کی جیسے ہم نے آدم علیہ السلام کی طرف وحی نازل کی، سلسلہ تو وہاں سے ہی شروع ہوا تھا، ایسا نہیں کیا بلکہ جہاں سے یہ نصاب شروع ہوا تھا اسی کا تذکرہ کیا، یہ حضرت نوح علیہ السلام سے سلسلہ شروع ہوا اسلئے جب نصاب کی بات آئی تو اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ آپ کی طرف بھی وحی بھیجی جیسے ہم نے نوح علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی تھی۔

## کائنات کی روحانیت کی تکمیل

اچھا اب اگلی بات سنئے کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ ﴿اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ﴾ کہ ہم نے آدم کو پسند کر لیا اسلئے کہ جسمانی باپ ہونے کے لحاظ سے نمایاں ہیں کہ ان کی ایک امتیازی شان ہے ﴿وَنُوْحًا﴾ اور نوح علیہ السلام



کو، کیوں کہ دنیا میں حلال وحرام کی شکل میں اللہ کی شریعت لانے والے وہ ہیں وہاں سے یہ سلسلہ شروع ہوا اس کی مثال ایسے ہے کہ جیسے بچہ پیدا ہوتا ہے تو پہلے دن اس کو ایک کپڑا لپیٹ دیتے ہیں، اس کے لئے یہ کپڑا ہی بہت ہے وہ تھوڑا بڑا ہوتا ہے تو اس کپڑے کو اور بہتر کر دیتے ہیں پھر بہتر کرتے کرتے اس کو ایک کچھا پہنانا شروع کر دیتے ہیں تو اس کا شروع کا لباس بس یہی ہے پھر جب وہ بچہ بڑا ہونا شروع ہو جاتا ہے تو اسکو سب سے پہلے کرتہ پہنا دیتے ہیں مگر وہ کرتہ بہت ڈزائن والا نہیں ہوتا، پھر تھوڑا اور بڑا ہوتا ہے تو اس کو ایک پاجامہ نما کوئی چیز پہنا دیتے ہیں اس طرح آہستہ آہستہ اس کا لباس ایک شکل اختیار کرتا ہے، تو جب اس نے لباس پہنا تو عمر کہیں پانچ سات مہینہ ہو چکی تھی بالکل یہی انسانیت کی مثال تھی کہ جب انسانیت آئی تو شروع میں اس کو ضرورت کے مطابق صرف ایک مختصر لباس مل گیا، پھر حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں اس کو شریعت کی ایک پوشاک پہنا دی گئی، یہ پہلا لباس تھا پھر اس کے بعد بچہ بڑھتا رہتا ہے تو اسکے ہر چھ مہینہ بعد کپڑے نئے بنتے ہیں اتنا تیزی سے اس کا قد بڑھتا ہے حتی کہ ستائیس سال کے بعد بندہ ایک ایسی عمر کو پہنچ جاتا ہے کہ اس کا قد اب فکس ہو جاتا ہے اب اسکی شلوار کی اونچائی اور کرتے کی لمبائی ساری عمر کے لئے وہی رہتی ہیں پھر نہیں بدلتے پھر اب ساری عمر جو ہے درزی کے یہاں وہی سائز چلتا ہے،

یہی حال شریعت کا ہے کہ شروع میں مختصر لباس تھا پھر لباس شروع ہوا نوح علیہ السلام کے ذریعہ سے مگر شریعت میں تبدیلیاں آتی گئیں حتی کہ جب نبی علیہ السلام تشریف لائے تو انسانیت اپنی جوانی اور کمال کو پہنچ چکی تھی اللہ نے ان کو جو شریعت کی پوشاک دی اب یہ ایک ایسا سائز ہے جو قیامت تک انسانیت کے لئے کافی ہے اب کسی نئے دین کی ضرورت نہیں، تو اللہ رب العزت نے آدم علیہ السلام کو، نوح علیہ السلام کو اور آل ابراھیم کو چن لیا تو ابراھیم علیہ السلام بھی چنے گئے اور آگے ان کی نسل میں حضرت موسی علیہ السلام بھی تھے وہ بھی چنے گئے کیونکہ

ابراھیم علیہ السلام کی اولاد میں حضرت یعقوب علیہ السلام تھے اور آگے ان کی نسل سے بنی اسرائیل چلے اور بنی اسرائیل میں موسیٰ علیہ السلام تھے تو موسیٰ علیہ السلام بھی چنے گئے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں اپنے حبیب ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے ایک پیغمبر علیہ السلام کو بھیجا جنہوں نے باقاعدہ آپ کی تشریف آوری کا اعلان کیا، جیسے دنیا کا بھی دستور ہے کہیں بھی محفل لگتی ہے تو مہمان خصوصی کے آنے سے پہلے اسٹیج پر کوئی نہ کوئی اعلان کرتا ہے کہ اب فلاں فلاں حضرت تشریف لا رہے ہیں یہ ہمیشہ کا دستور ہے کبھی بھی مہمان خصوصی ویسے نہیں آکر کھڑا ہو جاتا، اللہ رب العزت نے انبیاء علیہم السلام میں سے یہ کام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لیا چنانچہ وہ تشریف لائے اور انہوں نے کہا ﴿یَأْتِیْ مِنْ بَعْدِیْ اسْمُهٗ اَحْمَدُ﴾ کہ میرے بعد ایک پیغمبر علیہ السلام آ رہے ہیں ان کا نام احمد ہو گا اور پھر وہ اعلان کرنے والا کہتا ہے کہ اب میں آپ کے اور انکے درمیان حائل ہونا نہیں چاہتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی کیا اتنی جلدی ایک طرف ہوئے کہ موت کا بھی انتظار نہیں کیا وہ آسمانوں پر پہنچ گئے، بھئی پھر اعلان کر کے کہیں تو بیٹھنا ہوتا ہے اسلئے کہ جب مہمان خصوصی جاتا ہے تو فائنل کلمات بھی پھر اعلان کرنے والے کو کہنے پڑتے ہیں لہذا اللہ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ﴾ کہ دنیا تو حدوث والی چیز ہے یہاں رہیں گے تو پھر جسم کے اوپر اس کے اثرات ہونگے آؤ میرے پاس آسمانوں پر ہم آپ کو وہاں بٹھائیں گے سینکڑوں سال گذر جائیں گے جب مہمان خصوصی اس دنیا سے اپنا کام کر کے چلے جائیں گے تو ہم آپ کو دوبارہ آخری اناؤنسمینٹ کے لئے بھیجیں گے لہذا ایک وقت آئے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔

## منتخب چھ انبیاء

تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام نوح علیہ السلام ابراھیم علیہ السلام موسیٰ علیہ



السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور پھر حضرت ابراھیم علیہ السلام ہی کی نسل سے سیدنا رسول اللہ ﷺ کو بھیجا، یہ چھ حضرات اللہ کے چنے ہوئے ہیں ان کی ایک نمایاں حیثیت ہے اور یہ چیز قرآن پاک سے ثابت ہے۔

## پانچ لطائف اور پانچ انبیاء

اب ہمارے مشائخ نے کہا کہ یہ جو پانچ لطائف ہیں ان چھ حضرات میں سے ہر ایک کو کسی خاص لطیفہ سے فیض ملا، چنانچہ آدم علیہ السلام کو جو فیض ملا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا نبی علیہ السلام کے واسطے سے ملا۔

یہ بھی مزے کی بات ہے آدم علیہ السلام کو فیض دیا اللہ نے مگر ذریعہ کون بن گئے نبی علیہ السلام، دیکھیں بارش کون برساتا ہے؟ اللہ، بادل اسکا ذریعہ بن جاتے ہیں، اولاد کون دیتا ہے؟ اللہ، ماں باپ ذریعہ بن جاتے ہیں، تو دلوں کے اندر نور کون دیتا ہے؟ اللہ، شیخ مرشد اسکا ذریعہ بن جاتے ہیں تو ذریعہ بننے میں ہمیں کیا اشکال ہو سکتا ہے۔

اسی طرح اللہ رب العزت نے تمام انبیاء کو جو فیض دیا تو سید الانبیاء ﷺ کے واسطے سے دیا بلا واسطہ فیض نہیں ملا مخلوق اور اللہ تعالیٰ کے درمیان سید البشر ﷺ ایک واسطہ بنے، ایسا نہیں ہے کہ ان تمام انبیاء کے درجات برابر ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ﴾ کہ مخلوق میں میں نے اپنے محبوب کا ذکر بلند کیا۔

اب لیا جائے گا میرا نام بھی تیرے نام کے ساتھ

اے محبوب ہم نے آپ کا ذکر اتنا اونچا کیا کہ جہاں میرا نام آئے گا وہاں تیرا نام بھی آئے گا، اور بات بھی ایسی ہی ہے چنانچہ کلمہ طیبہ میں دیکھو، نماز میں دیکھو، اذان میں دیکھو جہاں دیکھو اللہ کے نام کے بعد آپ ﷺ کا نام ہے، چنانچہ ان انبیاء کو بھی جو فیض ملا وہ بھی نبی کریم ﷺ کے واسطہ سے ملا، آپ آخر میں تشریف

لائے لیکن فرماتے ہیں[اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ] سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا کیا تھا۔

## ہر نبی کا ایک نمایا لطیفہ

## حضرت آدم علیہ السلام

آدم علیہ السلام کا جو نمایاں لطیفہ تھا وہ ''لطیفہ قلب'' تھا تو انکے لطیفہ قلب میں جو فیوضات پہنچے وہ تجلیات افعالیہ کے ذریعہ پہنچے اور نبی ﷺ کے لطیفہ قلب کے ذریعہ پہنچے تو اللہ تعالی نے تجلیات افعالیہ کا فیض نبی ﷺ کے لطیفہ قلب پر اور نبی ﷺ کے لطیفہ قلب سے حضرت آدم علیہ السلام کے قلب تک پہنچایا، حضرت آدم علیہ السلام کو اس سبق کے ساتھ مناسبت دوسروں سے زیادہ تھی۔

## حضرت نوح علیہ السلام

لطیفہ روح کی جو تجلیات ہیں ان کو صفات ثبوتیہ کہتے ہیں، علم، سمع، بصر یہ جتنے بھی ہیں اسمیں دو انبیاء شریک ہیں حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراھیم علیہ السلام، اسلئے کہ تجلیات، صفات ثبوتیہ والی تھیں تو یہاں پر پکا ہونا چاہئے تھا، ایک کی جگہ دو ہونے چاہئیں تھے، دوسری تجلیات میں ایک ایک نبی ہیں اور جو ''صفات ثبوتیہ'' ہیں اسمیں دو انبیاء ہیں ابراھیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام۔

## حضرت موسی علیہ السلام

حضرت موسی علیہ السلام کو جو فیض ملا وہ نبی ﷺ کے لطیفہ سر کے ذریعہ سے ملا ''شیونات ذاتیہ'' کا فیض ان کے ''لطیفہ سر'' کو ملا اور واقعی جس پر محبوب کی کوئی جھلک پڑے پھر وہ مست ہوتا ہی ہے اسلئے حضرت موسی علیہ السلام اللہ کی محبت میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں وہ محبّ تھے، کیوں؟ شیونات ذاتیہ کا فیض پایا تھا تو مستی تو ہونی ہی تھی محبوب کی محبت بھی ایسی ہونی تھی کہ نبی ہیں پھر کہہ رہے ہیں



﴿رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ﴾ دیکھے بغیر میں نہیں رہ سکتا، اصل میں کہنے کا مفہوم یہ ہے یا اللہ میں نہیں رہ سکتا، سبحان اللہ!

اچھا یہاں ایک عجیب بات ہے کہ نبی ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو سارے انبیاء عالم ارواح میں تھے لیکن جب نبی ﷺ وہاں سے آئے تو راستے میں موسی علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، تو انہوں نے کہا کیا ملا؟ کہا: تحفہ ملا، کتنا؟ پچاس نمازیں، اے اللہ کے محبوب ﷺ! میری امت کو تھوڑی سی پڑھنی تھیں بڑی مشکل تھی، تو ذرا ایک دفعہ جائیں درخواست کریں لہذا نبی ﷺ پہلی مرتبہ تشریف لے گئے پینتالیس ہو گئیں پھر گئے چالیس ہو گئیں، اسی طرح نو مرتبہ تشریف لے گئے تو پچاس کی جگہ پانچ رہ گئیں، تو نبی ﷺ نے فرمایا اب تو جاتے ہوئے مجھے حیا آتی ہے اتنی تھوڑی ہیں، ہم جیسا ہوتا تو کہتا کہ ایک دفعہ اور ہی چلے جاتے کہ ایک جھٹکے میں کام ہو جاتا لیکن نہیں یہ تو نفس کہتا ہے حقیقت یہ ہے کہ ہم بڑی خیر سے محروم ہو جاتے، اللہ تعالی نے فرمایا کہ میرے یہاں دستور ہی یہ ہے کہ [مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا] امت پڑھے گی پانچ لیکن ثواب پچاس کا لکھا جائے گا، میں پچاس ہی کا ثواب دوں گا، پینتالیس فیصد ڈسکاؤنٹ دیدیا ہے، اب جو پانچ ہیں ان شاء اللہ اس پر پورا ثواب ملے گا۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ انبیاء میں سے حضرت موسی علیہ السلام ہی کیوں بیٹھے تھے؟ حضرت آدم علیہ السلام، سیدنا نوح علیہ السلام، حضرت ابراھیم علیہ السلام بڑے نمایاں حضرات تھے، انمیں سے کوئی کیوں نہ بیٹھا تھا موسی علیہ السلام ہی بیٹھے تھے، تو یہاں ہمارے مشائخ نے نکتہ لکھا ہے کہ جب ہمارے نبی نے انبیاء کی امامت کروائی اور انبیاء کو پتہ چلا کہ جارہے ہیں اللہ کے دیدار کے لئے تو جو عاشق تھے وہ مچل اٹھے کہنے لگے اللہ میں تو دیکھ نہیں سکا تھا اگر یہ تیرے محبوب ہیں یہ تجھے دیکھنے جارہے ہیں میں راستے میں بیٹھوں گا آپ کو نہیں دیکھ سکتا آپ کو دیکھ کر آنے والے کی سب سے پہلے میں زیارت کروں گا، اللہ اکبر! میں دیدار کروں

گا اور پھر انہوں نے جو مشورہ دیا تھا وہ اپنے لئے دیا تھا ایک دفعہ دیکھ کر آئیں ہیں ایک دفعہ اور چلے جائیں اچھا ایک دفعہ دیکھ کے آئے ایک دفعہ اور چلے جائیں، سبحان اللہ سبحان اللہ، عاشق جو ہیں عاشق ہوتا ہی ایسا ہے تو خیر لطیفہ سر کے ساتھ شیونات کا تعلق ہے اور شان کہتے ہیں کسی کی آن کو، نخرے کو۔

ایک ہوتا ہے حسن اور ایک حسن کے اوپر بندے کا ناز، نخرہ، ناز کو شان کہتے ہیں تو اللہ رب العزت کی شان کے جو فیوضات تھے وہ نبی علیہ السلام کے لطیفہ سر سے سیدنا موسی علیہ السلام کو ملے۔

## حضرت عیسی علیہ السلام

پھر اس کے بعد ''صفات سلبیہ'' اللہ کی وہ صفات جن میں لینا اور دینا ہوتا ہے ، جیسے اللہ تعالی محی ہیں ممیت ہیں دیتے بھی ہیں لیتے بھی ہیں تو یہ ساری صفات سلبیہ ہیں جہاں بھی لینا پایا جائے گا وہ صفات سلبیہ بنیں گی تو حضرت عیسی علیہ السلام کو صفات سلبیہ کا فیض نبی علیہ السلام کے لطیفہ سر کے ذریعہ سے ملا تھا اور ان کو لطیفہ خفی کے ساتھ خصوصیت تھی، اسلئے کہ ان کی زندگی میں اسی چیز نے نمایاں ہونا تھا اس طرح کہ اللہ رب العزت نے ان کو ایسے معجزات دیئے ﴿وَاُبۡرِءُ الۡاَکۡمَهَ وَالۡاَبۡرَصَ وَاُحۡیِ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِ اللّٰهِ﴾ وہ بیماریوں کو سلب کر لیتے تھے، مادر زاد نابینا کے اندھے پن کو سلب کر لیا تو اس کو بینائی مل گئی ، برص والے کی برص کی بیماری سلب کر لی بالکل ٹھیک ہو گیا، انکی توجہات سلبی تھیں چونکہ صفات سلبیہ ان پر وارد ہو رہی تھیں تو اسلئے حضرت عیسی علیہ السلام کو صفات سلبیہ کے ساتھ مناسبت زیادہ تھی تو ایسا بندہ پھر دنیا میں شادی کر کے رہ سکتا ہے؟ حضرت عیسی علیہ السلام کی زندگی فقیرانہ زندگی تھی وہ اس طرح کہ انہوں نے سب کچھ پھینک دیا کہ بس ایک تکیہ چاہیۓ سونے کے لئے اور ایک پیالہ چاہیۓ، جس سے پانی پی لیا کروں گا ، پھر ایک بندے کو دیکھا کہ سر کے نیچے وہ اپنا ہاتھ رکھ





کر سو یا ہے تو کہا کہ تکیہ کی کیا ضرورت ہے؟ وہ تکیہ بھی صدقہ کر دیا پھر آگے جا کر دیکھا کہ ایک بندہ چلو میں پانی پی رہا ہے تو کہنے لگے کہ پیالے کی کیا ضرورت ہے؟ پیالہ بھی اللہ کے راستے میں صدقہ کر دیا، یعنی ان کی زندگی اس طرح تھی جیسے کوئی فرد ہو کر اللہ کے لئے زندگی گذارتا ہے، ہر ارد گرد کی چیز کو اپنے سے ہٹا دیتا ہے وہ تجلیات جو سلبیہ تھی انکے اوپر بالکل وہی اثرات نظر آتے تھے۔

اسلئے ہمارے مشائخ بھی جب کبھی کسی کو تعویذ لکھ کر دیتے ہیں اول تو دیتے ہی نہیں اور اگر دیتے تو اس وقت اپنے لطیفہ خفی کی توجہ کے ساتھ دیتے ہیں پھر اللہ رب العزت اس تعویذ کے اندر ایک تاثیر رکھ دیتے ہیں، جیسے حضرت عیسی علیہ السلام کے اندر ایک تأثیر تھی بیماریوں کو ختم کرنے کی، اس لطیفہ سے اللہ تعالی بڑی بڑی بیماریوں کو ختم فرما دیتے ہیں کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی ، کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، ایک کاغذ ہی دے دیں مگر اپنے لطیفہ خفی کی توجہ اس پر ڈالدیں تو اللہ تعالی اس کاغذ کے پرچے سے بھی بندے کو شفا عطا فرما دیتے ہیں۔

## حضرت رسول اکرم ﷺ

اور لطیفہ اخفی کا تعلق سیدنا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہے چنانچہ اللہ رب العزت کی جو شان جامع تھی یعنی ان تمام کا جو مجموعہ تھا اس کو شان جامع کہتے ہیں اس کی براہ راست تجلی نبی ﷺ کے لطیفہ اخفی کے اوپر پڑی۔

اب مختلف انبیاء کو مختلف لطائف کے ساتھ مناسبت ہے تو ہمارے بزرگوں نے اسکو سمجھانے کے لئے یوں کہہ دیا کہ ہر لطیفہ کسی نہ کسی نبی علیہ السلام کے زیر قدم ہے یہ لفظ استعمال کر لیا چونکہ فیض جو اس لطیفہ سے اس نبی علیہ السلام کے واسطے سے ملنا ہے

لہذا لطیفہ قلب آدم علیہ السلام کے زیر قدم،

لطیفہ روح ابراھم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے زیر قدم،

لطیفہ سر موسی علیہ السلام کے زیر قدم
لطیفہ خفی عیسی علیہ السلام کے زیر قدم
اور لطیفہ اخفی سیدنا رسول اللہ ﷺ کے زیر قدم،

اب چونکہ سالک کو وہ فیض مل رہا ہے تو فیض جس جگہ سے ملتا ہے وہ اس کا منبع ہوتا ہے، تو یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک چشمہ ہے اس میں سے پانی نکل رہا ہے اور کوئی بندہ پی رہا ہے تو جس کو پیتے ہیں اس چیز کو مشروب کہتے ہیں اور جہاں سے پیتے ہیں اس کو مشرب کہتے ہیں لہذا اب لطیفہ قلب اگر کسی کا نمایاں ہوگا تو کہیں گے کہ یہ ''آدمی المشرب'' ہے آدم علیہ السلام کے ساتھ مناسبت ہے، اور اگر لطیفہ روح اس کا زیادہ نمایاں ہے تو ابراھیمی المشرب ہو گیا، لطیفہ سر اگر نمایاں ہے تو موسوی المشرب ہو گیا، لطیفہ خفی اگر نمایاں ہے تو عیسوی المشرب ہو گیا اور اگر لطیفہ اخفی نمایاں ہے تو محمدی المشرب ہو گیا تو یہ مشرب کا لفظ لا کر انہوں نے ذرا بات کو مختصر کر دیا۔

## انسانوں کی مناسبتیں

اب اگلی بات سمجھیں دنیا کا ہر انسان ان پانچ میں سے کسی نہ کسی ایک لطیفہ کے ساتھ زیادہ مناسبت رکھتا ہے اپنی طبیعت کے اعتبار سے، پوری دنیا کو آپ پانچ گروپ میں تقسیم کر سکتے ہیں یا اس کی طبیعت کو آدم علیہ السلام کے ساتھ مناسبت ہوگی یا ابراھیم علیہ السلام کے ساتھ، یا موسی علیہ السلام، یا عیسی علیہ السلام یا نبی علیہ السلام کے ساتھ، تو جس کا جو لطیفہ زیادہ نمایاں ہو اور جن کی زندگی کے ساتھ اس کی زندگی کو زیادہ مشابہت ہو تو اس بندے کو کہتے ہیں کہ یہ اس مشرب کا بندہ ہے چنانچہ آدمی المشرب ہے ابراھیمی المشرب ہے موسوی المشرب ہے عیسوی المشرب ہے محمدی المشرب ہے۔

جیسا کہ حضرت عمرؓ کے بارے میں کتابوں میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے



فرمایا کہ یہ موسوی المشرب ہے، مناسبت ان سے زیادہ تھی اور آپ دیکھیں کہ حضرت عمرؓ اقامت دین کے بارے میں کتنے سخت تھے اور سیدنا موسی علیہ السلام بھی اقامت دین کے بارے میں کیسے سخت تھے، اللہ رب العزت نے ان کے اندر بہت ساری مناسبت رکھی تھیں اور بہت ساری مناسبتیں نکالی اور سوچی جا سکتی ہیں، تاہم اب پانچ مشرب ہو گئے اور دنیا کے سارے سالکین پانچ گروپوں کے اندر تقسیم ہو گئے، ہر سالک کے اوپر اپنا رنگ ہوتا ہے تو جس نبی کے زیر قدم جو لطیفہ ہے اسی نبی کا رنگ اس کی طبیعت کے اوپر غالب ہوتا ہے۔

## ایک بزرگ کے مشرب کی پہچان

اسلئے بعض بزرگ جاننا چاہتے تھے کہ ہمارا کونسا لطیفہ نمایاں ہے، ہمارا مشرب کونسا ہے، چنانچہ ایک شیخ تھے انہوں نے اپنے ایک مرید کو بھیجا کہ جاؤ اور فلاں بزرگ کے پاس تھوڑی دیر رہ کر آؤ مگر ان کے بھیجنے میں نیت یہ تھی کہ وہ بزرگ ذرا بتائیں کہ میرا مشرب کونسا ہے، تو یہ مرید وہاں گیا اور ان کے پاس رہا تو انہوں نے استقبال کرتے ہوئے یوں کہا کہ سناؤ تمہارے یہودی کا کیا حال ہے، تو اس مرید کو بڑا غصہ آیا کہ میرے شیخ کے بارے میں، میرے پیر صاحب کے بارے میں یہ کیسے کہتے ہیں کہ تمہارے یہودی کا کیا حال ہے، خیر اندر اندر پیچ و تاب کھاتے رہے مگر چپ رہے، اب جب واپس آیا تو گم سم، شیخ نے پوچھا کہ بتاؤ کیا کہا؟ جواب ہی کچھ نہیں دیتے، جب ذرا ان کو کھولا تو کہنے لگا کہ انہوں نے تو ایسی بات کی کہ مجھے آگ لگی ہوئی ہے مجھے بس آپ کا ڈر تھا ورنہ میں کچھ کر آتا، انہوں نے کہا تم بتاؤ کہ انہوں نے کیا کہا؟ جواب دیا کہ انہوں نے کہا کہ تمہارے یہودی کا کیا حال ہے؟ اسکو سن کر وہ شیخ وجد میں آ گئے کہ الحمد للہ اللہ نے مجھے موسوی المشرب بنایا ہے یہودی کا لفظ انہوں نے اشارۃ اور کنایۃ استعمال فرمایا تھا، بتا تو نہیں سکتے تھے۔

# ایک ابدال کی ملاقات

حضرت سید زوار حسینؒ کی ایک ابدال سے ملاقات ہوئی فرماتے تھے کہ بڑے عرصے کے بعد ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ بڑے عرصے کے بعد ملے ہیں کہنے لگے کہ ہم ''اب، دال'' ہو گئے کہنے لگے کہ وہ یہ کہہ کر چلا گیا پھر بڑی دیر کے بعد مجھے سمجھ آئی کہ وہ یہ کہنا چاہتے تھے کہ ہم اب ''ابدال'' ہو گئے لیکن بات ایسی کر گئے کہ عام آدمی اس کو نہ سمجھے اب ہم دال ہو گئے یوں بات کر گئے۔

# شیخ کی فراست اور انداز تربیت

جیسے ہر بندے کا اپنا ایک رنگ ہے اب شیخ کو یہ پتہ چل جاتا ہے کہ سالک کہاں چل رہا ہے اور اسکو جانا کہاں ہے تو پیر کوئی عالم الغیب نہیں ہوتے لیکن ان کو ایک فراست حاصل ہوتی ہے وہ اپنی فراست سے سالک کو آتے ہی پہچان لیتے ہیں کہ یہ کس مشرب کا بندہ ہے، تو پھر اس بندے کو وہ اسی علامات کے اوپر لے کر چلتے ہیں کہ اس کو آگے چلنے دو اور کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ لوگ ہوتے ہیں ابراھیمی المشرب اور کیفیات بتا رہے ہوتے ہیں آدمی المشرب ہونے کی، تو شیخ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ یہ سالک ''کیا یقین کے ساتھ جھوٹ بول رہا ہے'' اسلئے ہمارے حضرت فرماتے تھے کہ اگر مرید ہوتا ہے چار سو بیس تو شیخ ہوتا ہے آٹھ سو چالیس، اس کو پہلے ہی پتہ ہوتا ہے کہ یہ سالک کس نسبت اور کس رنگ کا بندہ ہے اور اسکے احوال نے کس رخ کو جانا ہے، ان پر یہ بات کھلی ہوتی ہے اسلئے وہ اس کو لے کر چل رہے ہوتے ہیں اور اس کی باتوں کو سن کر فلٹر کر رہے ہوتے ہیں مگر پردہ بھی رکھ رہے ہوتے ہیں ساتھ ساتھ سمجھا بھی رہے ہوتے ہیں یہ اللہ والے بہت پردے رکھتے ہیں،

# مرشد عالمؒ اور ان کا مشرب



ہمارے حضرت مرشد عالمؒ خود فرماتے تھے کہ میں اپنی طبیعت کے حساب سے موسوی المشرب تھا لہذا ہم نے دیکھا کہ حضرت موسی علیہ السلام کی اور ان کی زندگی میں بہت مشابہت تھی حضرت موسی علیہ السلام کی زندگی میں دیکھیں تو آپ کو سفر ہی سفر نظر آئے گا اور ہمارے حضرت بھی پیدا ہوئے پلے بڑھے کھرڈی میں اور آ کر زندگی گذاری چکوال میں، پھر ہمارے حضرتؒ کو کلام الٰہی سے بہت محبت تھی انتہائی درجہ کی محبت تھی حضرت موسی علیہ السلام کو کلام الٰہی کے ساتھ خصوصیت حاصل تھی، ہمارے حضرتؒ عام گفتگو کرتے ہوئے اتنی آیتیں پڑھتے تھے کہ ہم نے ایک دفعہ اندازہ لگایا کہ شاید پورے دن کی آیتوں کو اکٹھا کریں تو دو پارے قرآن کی تلاوت ہی ہو جاتی تھی، جو بات کرتے تھے قرآن کی آیت کے حوالہ سے کرتے تھے اور کہتے بھی تھے کہ جیسے تمہارے سامنے ٹی وی کی اسکرین آتی ہے میرے سامنے قرآن اسکرین پر لکھا ہوا آتا ہے، بلکہ ایک مرتبہ علماء کی مجلس تھی اسلام آباد میں حضرت فرمانے لگے میں کوئی ترجمہ نہیں کروں گا حضرت بیٹھے پھر ایک آیت پڑھی پھر دوسری پڑھی پھر تیسری پڑھی پورا بیان ہی قرآن کی آیتوں میں کر دیا تمہارے سامنے مجھے ترجمہ کرنے کی کیا ضرورت ہے، سمجھتے جاؤ بس آیتیں پڑھتے گئے اسلئے عرب علماء بھی اگر ان کا بیان سن لیتے تھے تو حیران ہو جاتے تھے کہ واقعی اس بندے کو قرآن میں کتنی مہارت ہے، پھر حضرت موسی علیہ السلام بہت خوبصورت تھے ان کی خوبصورتی تو بچپن ہی سے ایسی تھی کہ فرعون کی بیوی دیکھتے ہی کہتی ہے کہ ﴿لَا تَقْتُلُوْهُ﴾ قتل نہیں کرنا ﴿عَسٰى اَنْ يَّنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا﴾ ہوم سیکریٹری نے کہہ دیا کہ قتل نہیں کر سکتے اور فرعون صاحب جو ہزاروں بچوں کو قتل کروا چکے تھے کیا کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے نہیں قتل کرواتے اب عورتوں کا یہ گلہ کہ مرد ہماری نہیں مانتے، توبہ، اتنے بڑے بڑے فرعون تمہاری مانتے رہے ہے، تو یہ بیکار کا گلہ ہے، تو اللہ رب العزت نے اتنا جمال عطا کیا تھا، موسی علیہ السلام کے چہرے پر ایسا نور تھا تو ہمارے حضرت مرشد عالمؒ کے

چہرے پر بھی اتنی خوبصورتی تھی کہ دیکھتے دیکھتے آنکھ نہ بھرتی تھی ، [یَزِیْدُکَ وَجُھُہٗ حُسْناًاِذَامَازِدْتَہٗ نَظَراً] اے محبوب جیسے میں آپ پر نظر دوڑاتا ہوں میری ہر نظر میں آپ کا حسن پہلے سے بھی زیادہ بڑھا ہوا ہوتا ہے، ہمارے حضرت کا یہی حال تھا بالکل چہرہ دیکھتے ہی بندے کو پتہ چل جاتا تھا کہ یہ کوئی باخدا بندہ ہے،کوئی شیخ ہے اللہ نے ایسا حسن و جمال دیا تھا اونچا قد تھا اور ہم لوگ ان کے سامنے چلتے ہوئے چوزے نظر آتے تھے ، اگر کبھی ہمارے کندھے پر ہاتھ رکھ لیتے تو ہم بوجھل ہو جاتے تھے،اتنی طاقت اللہ نے دی تھی ، یعنی میں تو دیکھتے ہی رہتا تھا کہ یا اللہ بالکل صحیح ہے کہ موسی علیہ السلام نے ایک مکے سے بندے کو یقیناً مار دیا ہوگا ، جب ہمارے حضرت کو اللہ نے ایسی قوت عطا فرمائی تھی ، خیر تو حضرتؒ کو اللہ رب العزت نے حسن و جمال بھی دیا قرآن مجید کے ساتھ مناسبت بھی دی اور یہ کہ حضرت نے عصا کو اپنا جزو بدن بنالیا تھا ہر وقت عصا انکے ہاتھ میں ہوتا تھا یہ بھی تو حضرت موسی علیہ السلام کی سنت تھی ﴿وَمَاتِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یٰمُوْسٰی قَالَ ھِیَ عَصَایَ﴾ تو انکی زندگی کو اگر دیکھیں تو ماشاءاللہ کامل مناسبت حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ تھی پھر ایک اور چیز یہ کہ طبیعت میں جوش تھا حضرت کبھی اللہ رب العزت کے بارے میں اگر بات کرتے تھے چہرے پر جوش آجاتا تھا ہم حیران ہوتے تھے،تو ہمارے حضرت خود فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنی طبیعت کے اعتبار سے موسوی المشرب تھا لیکن امام العلماء والصلحاء حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ وہ محمدی المشرب تھے ''محمدی المشرب'' کی علامات سو فیصد ان میں تھیں، ہمارے حضرت کو اپنے شیخ کے ساتھ والہانہ محبت تھی، یہ محبت ایسی تھی کہ ان کو یوں سمجھ لیں کہ اپنے شیخ کے ساتھ نسبت اتحادی حاصل ہوگئی تھی تو حضرت فرماتے تھے کہ شیخ کی بنا پر اللہ رب العزت نے میرے اوپر محمدی المشرب کی نسبت کو غالب فرما دیا، چنانچہ طبعا موسوی المشرب تھے لیکن شیخ کی توجہات کی برکت سے محمدی المشرب بن گئے ہمارے حضرت مرج البحرین



تھے، جلال بھی تھا، جمال بھی تھا، جلال اتنا تھا کہ ہم جیسے کانپ رہے ہوتے تھے اور جمال اتنا تھا کہ ہر بندہ ان سے محبت کرتا تھا، یہاں علماء نے لکھا ہے کہ عام طور پر بندے کا مشرب وہی رہتا ہے جو فطرتا اللہ نے بنا دیا لیکن اگر شیخ کامل ہو اور اسکو شیخ کے ساتھ اتنی مناسبت ہو محبت ہو تو شیخ کا جو مشرب ہے اونچے مقام کا اس کو بھی اللہ ملا دیتے ہیں ﴿وَاتَّبَعَتْھُمْ ذُرِّیَّتُھُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ﴾ ان کو آخرت میں بھی ملائیں گے روحانی طور پر بھی ملا دیتے ہیں اونچا بڑھا دیتے ہیں اسی لئے اب اگر کسی کو اللہ رب العزت کامل شیخ دیں جیسے ہمارے حضرت تھے تو پھر اس کو کوشش کرنی چاہئے کہ ان کی زندگی میں فائدہ اٹھائے اسلئے ہم حضرت کی زندگی میں وقت کو گنا کرتے تھے کہ پتہ نہیں کہ کب تک ہم ہیں یا کب تک یہ نعمت ہمارے پاس موجود ہے ایسے ایک ایک دن کو قیمتی سمجھتے تھے ،اسلئے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ رب العزت ہمیں فائدہ پانے کی توفیق عطا فرمائیں، اب یہ نہیں ہے کہ آپ میں سے ہر بندہ ڈھونڈنے لگ جائے فلاں کیا ہے فلاں کیا ہے یہ بات بہت ہی آگے کی ہوگی ، ابھی اسباق لطائف کے پورے نہیں ہوئے تو کسی پر کیا کھلے گا کہ کون کیا ہے یہ تو شیخ پر اللہ تعالی کھولتے ہیں کہ کس بندے کی کیا کیفیات ہوتی ہیں تاہم آج آپ کو مشرب کا بھی پتہ چل گیا اور زیر قدم کا بھی پتہ چل گیا اور یہ بھی پتہ چل گیا کہ اللہ رب العزت نے پھولوں کا ایک گلدستہ بنایا ہے ہر پھول کا الگ الگ رنگ ہے اسی طرح یہ سالکین گلدستہ کی طرح ہیں کوئی کسی مشرب کا کوئی کسی مشرب کا سب اللہ کے پسندیدہ بندے ہیں۔

اللہ تعالی ہمیں اپنی معرفت عطا فرمائیں اور اس کو قال کے بجائے حال کے طور پر حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں دیکھئے ایک بندہ سنتا رہے بادشاہ بادشاہ ،تو اس سے بن تو نہیں جائے گا، بننا تو ایک الگ چیز ہے تو ایسے ہی ہے کہ ہم سنتے رہیں بادشاہ بادشاہ تو بن تو نہیں جائیں گے،اس لئے آپ یہ بات ذہن میں

ضرور رکھنا کہ تصوف کوئی کلام نہیں کہ قول کے ذریعہ سے سمجھ سکیں یہ قال نہیں یہ حال ہے، یہ ذکر کے ذریعہ سے ہوگا اب آپ بتائیں کہ ذکر کرنا کتنا ضروری ہے اور جب ہم پوچھتے ہیں کہ کتنا ذکر کیا تو پانچ منٹ کا مراقبہ، تین منٹ کا مراقبہ ، پانچ منٹ اور تین منٹ کے مراقبوں سے یہ تجلیات کے فیض اور یہ مشرب اور یہ ساری چیزیں اس کو حاصل نہیں ہوسکتیں، تو اسلئے برکت کے لئے بیعت ہونا اتنا فائدہ نہیں دیتا، محنت کرنی چاہئے آگے بڑھنا چاہئے جو کمالات ہمارے بزرگوں نے بتائے ہیں کہ یہ حاصل ہوسکتے ہیں ان کو حاصل کرنے کوشش کرنی چاہئے۔

## حضرت نقشبندؒ بخاری کا قول

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے بیٹے خواجہ معصومؒ نے اپنے مکتوبات معصومیہ میں لکھا ہے کہ حضرت نقشبند بخاریؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اللہ رب العزت سے ایسی نسبت مانگی ہے کہ اس راستے پر چلنے والا یقیناً موصل ہوتا ہے اور ایک جگہ وہ فرماتے ہیں کہ اس راستے پر سالک کی سستی کے سوا اور کوئی دوسری چیز رکاوٹ ہو ہی نہیں سکتی۔

مجھے یاد آتا ہے کہ جب ہم امریکہ میں سفر کرتے تھے تو نیویارک سے واشنگ ٹن جاتے تھے یا واشنگ ٹن سے نیویارک آتے تھے تو موٹروے پر ہم چل رہے ہوتے تھے تو چلتے چلتے ایک جگہ ٹال بنا ہوتا تھا اور کہتے تھے کہ ٹرن پائک شروع ہوگئی ہے تو ہم نے پوچھا کہ یہ ٹرن پائک کیا ہے؟ کہتے تھے کہ یہ انٹری پوئنٹ ہے اور درمیان میں کوئی ایگزٹ نہیں ایک اور جگہ ٹال ہوگا وہ اسکا ایگزٹ پائنٹ ہوگا درمیان میں چونکہ کوئی نکل ہی نہیں سکتا اسکو ٹرن پائک کہتے ہیں مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہمارا جو سلسلہ ہے اس کو اللہ رب العزت نے ٹرن پائک بنا دیا ہے اب وہی بندہ آخر تک نہیں پہنچ سکتا جو اپنی گاڑی کو روک کر کھڑا ہو جائے جو چلتا رہے گا تیز یا آہستہ تو وہ جلد یا دیر سے اپنی منزل پر ضرور پہنچے گا تو اس



راستے میں رکاوٹ سالک کی اپنی سستی ہے، گناہوں کا ارتکاب ہے اگر انسان تقوی کی زندگی گذارے اور ہمت کرتا رہے اسکو کوئی چیز منزل پر پہنچنے سے روک نہیں سکتی

ہمارے بزرگوں نے اللہ سے وہ نسبت مانگی ہے جو یقیناً وصل عطا کر دیتی ہے تو اللہ رب العزت کی یہ کتنی بڑی رحمت ہے اسلئے ہمت سے کام لیں مراقبہ زیادہ کریں مراقبہ کی بہت کمی ہے اس لئے اثرات مرتب نہیں ہوتے، مراقبہ تو اتنا کریں کہ [حَتّٰی یُقَالَ اِنَّهٗ مَجْنُوْنٌ] وہ جو فرمایا ہے کہ ذکر کرو اور ذکر کو آپ مراقبہ سمجھ لیں تو ترجمہ کیا بنے گا کہ اتنا مراقبہ کرو اتنا مراقبہ کرو کہ لوگ تمہیں پاگل ہی کہنے لگیں، ویسے مجنو سے پوچھو لیلی کو کتنا یاد کرتے ہو اور وہ کہے کہ دو منٹ یاد کرتا ہوں، تین منٹ یاد کرتا ہوں چوبیس گھنٹوں میں پانچ منٹ یاد کرتا ہوں تو سننے والا بھی کہے گا کہ یہ کیسا مجنو ہے؟ ہم بھی اللہ تعالی کے ایسے ہی مجنو ہیں کہ دن میں پانچ منٹ تین منٹ مراقبہ کرتے ہیں، شیخ پوچھے کتنا مراقبہ کرتے ہو تو جواب یہ ہونا چاہئے کہ حضرت مراقبہ کے سوا اور کام ہی کیا ہے، ہر وقت جتنا کر سکتے ہیں کریں، اللہ رب العزت ہمیں اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمائیں۔

**واخر دعوانا ان الحمدلله رب العلمين**